لذتوں کو توڑنے والی چیز یعنی موت کا کثرت سے تذکرہ کیا کرو۔ الحدیث

میت کے غسل اور کفن دفن کا مسنون طریقہ

احکام الجنائز

تالیف

مولانا نعیم الدین

فاضل و مدرس جامعہ مدنیہ لاہور

مکتبہ قاسمیہ

۱۷- اردو بازار ۰ لاہور

فون :- ۷۲۳۲۵۳۶

www.sirat-e-mustaqeem.com

لذتوں کو توڑنے والی چیز یعنی موت کا کثرت سے تذکرہ کیا کرو۔ الحدیث

میت کے غسل اور کفن دفن کا مسنون طریقہ

احکام الجنائز

تالیف

مولانا نعیم الدین
فاضل و مدرس جامعہ مدنیہ لاہور

مکتبہ قاسمیہ
۱۷- اردو بازار ۰ لاہور
فون :- ۷۲۳۲۵۳۶

www.sirat-e-mustaqeem.com

نام کتاب	احکام الجنائز
مصنف	مولانا نعیم الدین
صفحات	۳۶
تاریخ طباعت	رمضان المبارک ۱۴۱۸ھ جنوری ۱۹۹۸ء
پریس	
تعداد	۱۰۰۰
قیمت	

www.sirat-e-mustaqeem.com

فہرست عنوانات

عرض حال	۴
جب کسی پر موت کے آثار ظاہر ہونے لگیں	۵
میت کی تجہیز و تکفین کا سامان	۷
کفن بنانے کا طریقہ	۸
میت کے غسل کا طریقہ	۱۰
میت کو کفنانے کا طریقہ	۱۳
عورت کو کفنانے کا طریقہ	۱۴
غسل و کفن کے ضروری مسائل	۱۴
جنازہ لے جانے اور کندھا دینے کا مسنون طریقہ	۱۸
جنازہ لے جاتے وقت کے ضروری مسائل	۱۹
نماز جنازہ کا بیان	۲۱
نماز جنازہ کے ضروری مسائل	۲۲
تدفین کا طریقہ	۲۶
دفن کے ضروری مسائل	۲۸
تعزیت اور ایصال ثواب	۳۱
تصدیقات	۳۵

www.sirat-e-mustaqeem.com

عرضِ حال

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

موت ایک ایسی حقیقت ہے جس کا آج تک نہ کوئی انکار کرسکا ہے نہ قیامت تک کرسکتا ہے، دنیا میں جینے مرنے کا عمل تسلسل سے جاری ہے، روز کوئی جیتا ہے کوئی مرتا ہے اور ہمیں لوگوں کے مرنے جینے کے عمل سے مسلسل واسطہ پڑتا رہتا ہے اس لحاظ سے ہر مسلمان کو جینے مرنے کے مسائل سے واقف ہونا نہایت ضروری تھا، لیکن بدقسمتی سے عام لوگ ان مسائل سے بے اعتنائی برتنے کے سبب بالکل ناواقف ہیں اور جب کبھی کوئی ایسا موقع پیش آتا ہے تو سخت پریشان ہوتے ہیں اور ڈھونڈنے پر بھی صحیح راہنمائی کرنے والا کوئی فرد نہیں ملتا۔

راقم الحروف نے خود اپنے مشاہدہ اور بعض احباب کے پیہم اصرار کی بناء پر اس بات کی ضرورت محسوس کی کہ مختصر انداز میں مسنون طریقہ کے مطابق میت کی تجہیز وتکفین کے ضروری ضروری مسائل تحریر کردیئے جائیں تاکہ عام لوگ بھی اس کی رہنمائی میں مسنون طریقہ کے مطابق میت کے آخری امور انجام دے سکیں۔

آج کل چونکہ لوگوں میں نوک جھونک اور ہر بات پر اعتراض کرنے کی عادت پیدا ہوگئی ہے اس لیے راقم نے کوشش کرکے ایک تو ہر مسئلہ کا حوالہ حدیث شریف اور فقہ کی کتابوں سے دے دیا ہے، دوسرے مقتدر علماء کرام ومفتیان عظام سے ان کی توثیق بھی کروالی ہے، اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ناچیز کی اس کوشش کو اپنی بارگاہ میں قبول ومنظور فرماکر عوام کی فلاح اور راقم آثم کی نجات کا ذریعہ بنادے (آمین)

نعیم الدین

www.sirat-e-mustaqeem.com

جب کسی پر موت کے آثار ظاہر ہونے لگیں

جب کسی شخص پر موت کے آثار ظاہر ہونے لگیں تو بہتر ہے کہ اُس کے پاس ایسے افراد ہوں جو دیندار اور مسائل سے واقف ہوں وہ اس کے پاس کھڑے ہو کر بجائے رونے دھونے اور دنیا کی باتیں کرنے کے کلمۂ طیبہ کا قدرے اُونچی آواز سے وِرد کرتے رہیں تاکہ مرنے والا بھی کلمہ پڑھ لے، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

"لَقِّنُوْا مَوْتَاكُمْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ"۔ [1]
مرنے والوں کو "لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ" کی تلقین کرو۔

آپ نے یہ بھی فرمایا۔

"مَنْ كَانَ آخِرُ كَلَامِهِ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ دَخَلَ الْجَنَّةَ"۔ [2]
جس کا آخری کلام لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ ہوا۔ وہ جنت میں جائے گا۔

ایک شخص میت کے پاس کھڑے ہو کر سورۂ یٰسٓ پڑھتا رہے، اس کے پڑھنے سے موت کی سختی کم ہو جاتی ہے[3]، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں۔

"اِقْرَءُوْا سُوْرَةَ يٰسٓ عَلٰى مَوْتَاكُمْ"۔ [4]
تم اپنے مرنے والوں پر سورۂ یٰسٓ پڑھا کرو۔

---

[1] مسلم ج ۱ ص ۳۰۰، مشکوٰۃ ص ۱۴۰، [2] ابوداؤد ج ۲ ص ۸۸، مشکوٰۃ ص ۱۴۱،
[3] کنز العمال ج ۲ ص ۳۰۸
[4] مسند احمد ج ۵ ص ۲۶، ابوداؤد ج ۲ ص ۸۹، ابن ماجہ ص ۱۰۵ مشکوٰۃ ص ۱۴۱

www.sirat-e-mustaqeem.com

جب اس کی روح نکل جائے اور موت واقع ہو جائے تو وہاں موجود لوگ صبر و تحمل سے کام لیتے ہوئے إِنَّا لِلّٰهِ وَ إِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ پڑھیں اور فوراً ایسے کریں کہ ایک چوڑی پٹی لے کر میت کی ٹھوڑی کے نیچے سے نکال کر سر پر لاکر گرہ لگا دیں تاکہ مُنہ کھلا نہ رہ جائے اور نرمی سے آنکھیں بند کر دیں۔ [1]

پھر اس کے ہاتھ اور پاؤں سیدھے کر دیں اور پیروں کے انگوٹھے ملا کر کپڑے کی کترن وغیرہ سے باندھ دیں تاکہ ٹانگیں پھیلیں نہیں، پھر اُسے ایک چادر اوڑھا کر چارپائی پر رکھیں، چارپائی کو اس طرح سے رکھیں کہ میت کی داہنی کروٹ قبلہ کی جانب رہے جس کا آسان طریقہ یہ ہے کہ میت کا سر شمال کی طرف اور پاؤں جنوب کی طرف کر دیے جائیں (یہ طریقہ ہمارے علاقوں کے لیے ہے جو عرب کے مشرق میں ہیں)

اس کے بعد میت کے دوست، احباب اور رشتہ داروں کو اس کے انتقال کی خبر کر دی جائے تاکہ وہ اس کی تجہیز و تکفین میں زیادہ سے زیادہ شریک ہو سکیں اور جلد از جلد میت کے نہلانے اور کفنانے کا انتظام کیا جائے، ایک شخص کو قبر کی تیاری کے سلسلہ میں قبرستان بھیج دیا جائے تاکہ جنازہ کے قبرستان پہنچنے تک قبر تیار ہو جائے۔

جب تک میت کو غسل نہ دے دیا جائے اس وقت تک اُس کے پاس کوئی جُنبی شخص (جسے نہانے کی ضرورت ہو) اور حیض و نفاس والی عورتیں نہ آئیں [2] اور نہ ہی میت کے پاس بیٹھ کر قرآن پڑھا جائے [3]، غسل سے

---

[1] ابن ماجہ ص ۱۰۶، درمختار مع حاشیہ ردالمحتار ج ۲ ص ۱۹۳ طبع ایچ ایم سعید کمپنی کراچی۔

[2] درمختار ج ۲ ص ۱۹۳۔

[3] ردالمحتار ج ۲ ص ۱۹۳۔

www.sirat-e-mustaqeem.com

پہلے میت کے پاس بیٹھ کر قرآن پڑھنا مکروہ ہے۔ ؎۱

میت کی تجہیز و تکفین کا سامان

میت کی تجہیز و تکفین کے لیے درج ذیل چیزیں فراہم کر لی جائیں۔

① کفن کے لیے کپڑا	عام میت کے لیے مرد ہو تو چودہ گز اور اور اگر عورت ہو تو زیادہ سے زیادہ ستر گز
② بیری کے پتے	دو مٹھیاں
③ لوبان خشک	دو تین روپے کا
④ کوئلے	پاؤ ڈیڑھ پاؤ
⑤ کافور	آٹھ ٹکیاں
⑥ روئی کا چھوٹا پیکیٹ	ایک عدد
⑦ عطر	ایک شیشی
⑧ صابن، لائف بوائے وغیرہ	ایک عدد۔
⑨ صاف تولیہ	ایک عدد
⑩ رنگین پاک لنگیاں	دو عدد

مذکورہ چیزوں میں سے جو چیزیں گھر میں موجود ہوں اُن کے باہر سے منگوانے کی ضرورت نہیں، بعض لوگ گیرو، صندل بُورا، اور عرق گلاب کی بوتل اور چٹائی بھی لے آتے ہیں ان کی قطعاً ضرورت نہیں، یہ نہ لائیں اگر پنساری دے تو منع کر دیں۔

جب سب سامان آجائے تو دیکھیں اگر گھر میں گیزر موجود ہے تو فبہا ورنہ

؎۱ نور الایضاح مع شرح مراق الفلاح صفحہ ۲۶۴ طبع مصر، در مختار ج ۲ ص ۱۹۵

www.sirat-e-mustaqeem.com

ایک بڑے پتیلے میں پانی گرم کرلیا جائے اور بیری کے پتے صاف کرکے اس میں ڈال دیے جائیں[1]۔ اگر کسی جگہ بیری کے پتے میسر نہ ہوں تو صاف پانی ہی استعمال کرلیا جائے، کافور کو باریک کرکے کسی پیالے یا اسٹیل کے برتن میں بھگو دیا جائے اور دھونی دینے کے لیے کوئلے جلا لیے جائیں، جتنی دیر میں یہ سب کام ہوں اتنی دیر میں کفن تیار کرلیا جائے۔

کفن بنانے کا طریقہ

میت اگر مرد ہو (بالغ یا نابالغ)، تو اس کے کفن میں تین[2] کپڑے مسنون ہیں۔
(۱) لِفَافَہ یعنی سب سے اوپر کی بڑی چادر (۲) اِزَارْ چھوٹی چادر (۳) قمیص جسے کفنی بھی کہتے ہیں۔

میت اگر بالغ مرد ہے تو کفن اس طرح سے بنائیں کہ پہلے پونے تین گز کے دو کپڑے کاٹیں اور چوڑائی میں دونوں کپڑوں کو ملا کر درمیان سے سلوالیں، یہ بڑی چادر بن گئی، پھر ڈھائی ڈھائی گز کے دو کپڑے کاٹیں اور چوڑائی میں دونوں کپڑوں کو ملا کر درمیان سے سلوالیں، یہ چھوٹی چادر بن گئی۔ اس کے بعد قمیص یا کفنی اس طرح بنائیں کہ میت کے گلے سے لے کر گھٹنوں کے نیچے تک کا ماپ لے کر اس کا دُگنا کپڑا کاٹ لیں، کیونکہ آدھا جسم کے اُوپر اور آدھا جسم کے نیچے رہنا ہے پھر اس کپڑے کو دُو تہ کرکے درمیان میں سے تقریباً ایک فٹ شگاف ڈال لیں تاکہ آسانی سے گلا اس سے گزر سکے، جو کپڑا بچ جائے اس کے ایک کنارے سے چار پٹیاں تقریباً ایک انچ چوڑی کاٹ لیں دو پٹیاں سر اور پاؤں کی جانب باندھنے

---

[1] بخاری و مسلم بحوالہ مشکوٰۃ ص۱۴۳

[2] حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو تین کپڑوں میں کفنایا گیا تھا، بخاری و مسلم بحوالہ مشکوٰۃ ص۱۴۳

www.sirat-e-mustaqeem.com

چاہیئے، میت کے غسل کا طریقہ ذیل میں اختصار کے ساتھ درج کیا جاتا ہے۔

میت کے غسل کا طریقہ

گھر میں ایسی جگہ جو با پردہ بھی ہو اور جہاں سے پانی بھی آسانی سے نکل جائے وہاں میت کو غسل دیا جائے۔ غسل کا جو سامان پیچھے ذکر کیا گیا ہے وہ سب اس جگہ منگوالیں اس کے ساتھ نہلانے کے لیے دو لوٹے اور ایک ڈونگا لے لیں، نیم گرم پانی کا اس طرح سے بندوبست کریں کہ نہلاتے وقت کوئی دشواری نہ ہو، اس کے بعد غسل دینے کے لیے چار یا پانچ آدمی اس جگہ ٹھہریں باقی باہر چلے جائیں، غسل دینے کے لیے اگر بسہولت ممکن ہو تو میت کے تختے کو شمالاً جنوباً اس طرح سے رکھیں کہ میت کی داہنی کروٹ قبلہ کی جانب رہے[1]۔ سر کی جانب تختہ کے نیچے دو اینٹیں رکھ دیں تاکہ سر کی جانب اونچی رہے اور پانی آرام سے بہتا رہے۔ تختہ رکھنے کے بعد اسے دو ایک بار سادہ پانی سے دھولیں، پھر تین دفعہ اُسے دھونی دے لیں[2]، اس کے ساتھ ساتھ کفن کو بھی تین یا پانچ مرتبہ دھونی دے لیں[3]

بعض لوگ دھونی دینے کا انکار کرتے ہیں یہ غلط ہے اس لیے کہ دھونی دینے کا تذکرہ صحیح احادیث میں موجود ہے، چنانچہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا: رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

"إِذَا أَجْمَرْتُمُ الْمَيِّتَ فَأَوْتِرُوا" — جب تم میت کو دھونی دو تو طاق عدد کے مطابق دو

---

[1] ردالمحتار ج ۲ ص ۱۹۵

[2] ہدایہ ج ۱ ص ۱۷۸ درمختار ج ۲ ص ۱۹۵

[3] درمختار ج ۲ ص ۱۹۵

www.sirat-e-mustaqeem.com

ایک دوسری روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا:

"أَجْمِرُوا كَفَنَ الْمَيِّتِ ثَلَاثًا۔" [1]

میت کے کفن کو تین مرتبہ دھونی دو۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ انہوں نے اپنے گھر والوں کو وصیت کی ہے کہ

"أَجْمِرُوا ثِيَابِي إِذَا مِتُّ ثُمَّ حَنِّطُونِي وَلَا تَذُرُّوا عَلَى كَفَنِي حِنَاطًا وَلَا تَتْبَعُونِي بِنَارٍ" [2]

جب میں مرجاؤں تو میرے (کفن کے) کپڑوں کو دھونی دینا، پھر مجھ پر خوشبو لگانا، لیکن میرے کفن پر خوشبو نہ بکھیرنا اور نہ میرے جنازہ کے ساتھ آگ لے جانا۔

تختہ کو دھونی دینے کے بعد ایک رنگین لنگی اس کے کنارے لپیٹ کر اس طرح سے تختہ پر درمیان میں بچھا دیں کہ میت کے ستر کی پوری جگہ (ناف سے لے کر گھٹنے تک) اس میں آجائے، پھر میت کی قمیص اور بنیان وغیرہ اتار کر آرام سے تختہ پر لاکر رکھ دیں اور لنگی اس پر لپیٹ کر ستر قائم رکھتے ہوئے اس کی شلوار وغیرہ اتار لیں، اس کے بعد سب سے پہلے بائیں ہاتھ میں تھیلی پہن کر میت کو اچھی طرح استنجا کروائیں، [3] پھر وضو کروائیں، [4] وضو کا طریقہ یہ ہے کہ سب سے پہلے روئی کے پھائے تر کر کے تین دفعہ ہونٹوں، دانتوں اور مسوڑھوں پر مل کر پھینک دیں، پھر اسی طرح ناک کے دونوں

---

[1] رواہ البیہقی فی سننہ الکبری (ج ۳ ص ۴۰۵) قال النووی سندہ صحیح، نصب الرایہ ج ۲ ص ۲۶۳ و رواہ الحاکم وصححہ وابن حبان فی صحیحہ نصب الرایہ ج ۲ ص ۲۶۳۔

[2] مؤطا امام مالک ص ۲۰۷

[3] الجوہرۃ النیرۃ ص ۱۲۴ طبع مکتبہ امدادیہ ملتان۔

[4] درمختار ج ۲ ص ۱۹۵ الجوہرۃ النیرۃ ص ۱۲۵

www.sirat-e-mustaqeem.com

سُوراخوں کو رُوئی کے پھاہے سے تین دفعہ صاف کریں[۱]، پھر ناک کے سوراخوں اور کانوں کے سوراخوں میں اچھی طرح سے رُوئی کی بتیاں بنا کر رکھ دیں تاکہ پانی اندر نہ جائے پھر تین دفعہ مُنہ دُھلائیں، پھر تین تین دفعہ کہنیوں سمیت دونوں ہاتھ دُھلائیں پھر ایک دفعہ سر کا مسح کرائیں، پھر تین تین مرتبہ دونوں پاؤں ٹخنوں سمیت دُھلائیں، اس طرح وضو مکمل ہوگیا،

مسئلہ: اگر کسی کی حالتِ جنابت یا حیض و نفاس کی حالت میں موت واقع ہوئی ہو تو اس صورت میں منہ اور ناک میں پانی ڈالنا ضروری ہے[۲]، پانی ڈال کر کپڑے سے نکال لیں،

وُضو کرا چکیں تو سر اور ڈاڑھی کو صابن سے مَل کر اچھی طرح سے دھو لیں، اس کے بعد میت کو بائیں کروٹ پر لٹا کر سر سے پاؤں تک تین مرتبہ پانی بہائیں اور صابن مَل کر اچھی طرح سے نہلائیں، پھر داہنی کروٹ پر لٹا کر اسی طرح سے تین مرتبہ پانی ڈالیں اور صابن لگا کر اچھی طرح سے نہلائیں، اس کے بعد میت کو چت لٹا کر سر کی جانب سے آتنا اُوپر اُٹھائیں کہ بیٹھنے کے قریب ہو جائے پھر پیٹ اُوپر سے نیچے کی طرف آہستہ آہستہ ملیں، اگر پیشاب پاخانہ نکلے تو اُسے صاف کر دیں، وُضو اور غسل دُہرانے کی ضرورت نہیں۔ اس کے بعد تیسری مرتبہ بائیں کروٹ پر لٹا کر کافور ملا پانی تین مرتبہ پورے بدن پر بہائیں، جب تسلی سے غسل دے چکیں تو صاف تولیہ سے میت کا بدن پونچھ دیں[۳]، اس کے بعد کفنانے کی فکر کریں۔

۱۔ الجوہرۃ النیرۃ ص ۱۲۵

۲۔ درمختار ج ۲ ص ۱۹۶

۳۔ ہدایہ ج ۱ ص ۱۷۸ درمختار ج ۲ ص ۱۹۶

www.sirat-e-mustaqeem.com

میت کو کفنانے کا طریقہ

میت اگر مرد ہے (بالغ ہے یا نابالغ) تو اس کے کفنانے کا طریقہ یہ ہے کہ میت کی چارپائی پر سب سے پہلے لفافہ یعنی بڑی چادر بچھائیں اس کے اُوپر اِزار یعنی چھوٹی چادر بچھائیں اس کے اُوپر کفنی کا نچلا حصّہ بچھائیں اور اُوپر کا باقی حصّہ سمیٹ کر سرہانے کی طرف رکھ دیں، پھر میت کو غسل کے تختہ سے اس طرح اُٹھا کر لائیں کہ میت کا ستر نہ کھلے، اس کا آسان طریقہ یہ ہے کہ ایک دُوسری صاف لنگی میت کے اُوپر تان لیں، پہلی لنگی جو نہلاتے وقت باندھی تھی وہ اُتار دیں اور دُوسری لنگی تانے تانے چارپائی پر لے آئیں اور کفن پر لٹا دیں، کفنی کا جو نصف حصہ سرہانے کی طرف رکھا تھا اُس کو سر کی طرف اُلٹ دیں کہ کفنی کا سوراخ گلے میں آجائے اور پیروں کی طرف بڑھا دیں جب کفنی پہنا چکیں تو اُوپر تانی ہُوئی لنگی ہٹا دیں اس کے بعد سر اور ڈاڑھی پر عطر لگائیں، اور وہ اعضا جو سجدہ کی حالت میں زمین پر لگتے ہیں یعنی پیشانی، ناک، ہتھیلیاں، گھٹنے اور پاؤں کی انگلیاں اِن پر کافور لگائیں[۱] اس کے بعد اِزار کا پہلے بایاں کنارہ پھر دایاں کنارہ لپیٹ دیں، پھر اسی طرح لفافہ یعنی بڑی چادر کو لپیٹ دیں، اس میں بھی پہلے بایاں پھر دایاں کنارہ لپیٹیں۔[۲]

راقم آثم یاد دہانی کے لیے عمُوماً یہ بتلایا کرتا ہے کہ ہم نماز میں قیام کی حالت میں جب دونوں ہاتھ باندھتے ہیں تو بایاں ہاتھ نیچے ہوتا ہے اور دایاں اوپر اس کو یاد رکھیں بالکل اسی طرح کفن لپیٹتے وقت بایاں کنارہ نیچے ہوگا دایاں اُوپر۔

---

[۱] درمختار ج ۲ ص ۱۹۷ ہدایہ ج ۱ ص ۱۷۹

[۲] ہدایہ ج ۱ ص ۱۷۹

www.sirat-e-mustaqeem.com

کفن لپیٹنے کے بعد جو دھجیاں کاٹ رکھی تھیں ان سے کفن کو سر اور پیر کی جانب نیز درمیان سے باندھ دیں تاکہ کفن کھلے نہیں۔

عورت کو کفنانے کا طریقہ

عورت کو کفنانے کے لیے سب سے پہلے چارپائی پر لمبائی میں لفافہ یعنی بڑی چادر بچھائیں، اس کے اوپر چوڑائی میں سینہ بند بچھائیں پھر اس پر لمبائی میں ازار یعنی چھوٹی چادر بچھائیں اس کے اوپر کفنی کا نچلا حصہ بچھا کر اوپر کا باقی حصہ سمیٹ کر سرہانے کی طرف رکھ دیں، پھر میت کو مذکورہ طریقہ کے مطابق لاکر کفن پر لٹا دیں اور کفنی کا جو نصف حصہ سرہانے کی طرف رکھا ہوا تھا اس کو سر کی طرف الٹ دیں کہ کفنی کا سوراخ گلے میں آجائے اور اسے پیروں کی طرف بڑھا دیں، پھر مذکورہ طریقہ کے مطابق عطر اور کافور ملنے کے بعد سر کے بالوں کو دو حصے کر کے کفنی کے اوپر سینہ پر ڈال دیں ایک حصہ دائیں طرف اور ایک بائیں طرف، پھر سربند یعنی دوپٹہ سر اور بالوں پر ڈال دیں، انہیں باندھیں یا لپیٹیں نہیں، اس کے بعد ازار کا پہلے بایاں پھر دایاں پلّہ لپیٹیں، پھر سینہ بند لپیٹیں، پھر لفافہ اس طرح لپیٹیں کہ بایاں پلّہ نیچے رہے اور دایاں اوپر، اس کے بعد دھجیوں سے کفن کو سر اور پیر کی جانب سے نیز درمیان سے باندھ دیں۔

غسل و کفن کے ضروری مسائل

(۱) میت کو اس کے قریبی اور دیندار افراد کو غسل دینا چاہیے۔[۱]

---

[۱] فتح القدیر ج ۱ ص ۱۲۳ مراقی الفلاح مع حاشیہ ص ۳۶۹

www.sirat-e-mustaqeem.com

(۲) غسل دینے والوں کے لیے بہتر ہے کہ باوضو ہو کر غسل دیں۔ [۱]

(۳) جُنبی شخص اور حیض و نفاس والی عورت میت کو غسل نہ دے اِن کے لیے میت کو غسل دینا مکروہ ہے۔ [۲]

(۴) مرد، مرد کو غسل دیں اور عورتیں عورت کو، البتہ بیوی شوہر کو غسل دے سکتی ہے، شوہر بیوی کو دیکھ تو سکتا ہے لیکن چونکہ بیوی اس کے حق میں اجنبیہ کے مثل ہو گئی ہے اس لیے نہ اُسے ہاتھ لگا سکتا ہے نہ غسل دے سکتا ہے، [۳]

بعض لوگ کہتے ہیں کہ مرد بیوی کو غسل دے سکتا ہے اور دلیل اس کی یہ دیتے ہیں کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے وصیت کی تھی کہ انہیں اُن کے شوہر اور حضرت اسمار رضی اللہ عنہا غسل دیں چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت اسمار رضی اللہ عنہا دونوں نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو غسل دیا تھا اس کا جواب یہ ہے کہ جس حدیث میں اس کا ذکر ہے اس میں اس بات کا احتمال ہے کہ غسل سے مراد غسل میں اعانت ہو۔ یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ میرے غسل میں اعانت کرتے رہیں اور بطور معین و مددگار کے غسل میں شریک رہیں، اس احتمال کے ہوتے ہوئے اس حدیث سے مرد کے بیوی کو غسل دینے پر استدلال کرنا درست نہیں،

(۵) دورانِ غسل اگر میت کا کوئی عیب دیکھیں تو لوگوں میں اس کا چرچا نہ کریں البتہ کسی اچھی بات کے بیان کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں بلکہ بیان کر دینا

---

[۱] فتاوی عالمگیری ج ۱ صـ ۱۵۹

[۲] مراقی الفلاح مع حاشیہ صـ ۳۶۹ رد المحتار ج ۲ صـ ۲۰۲

[۳] نور الایضاح مع شرح مراقی الفلاح صـ ۳۷۰ در مختار ج ۲ صـ ۱۹۸

www.sirat-e-mustaqeem.com

اچھا ہے۔[۱]

(۶) میت کو غسل دینے والے کے لیے بعد میں غسل کر لینا مستحب ہے۔[۲]

(۷) اگر کوئی جل کر[۳] یا ڈوب[۴] کر مر جائے تو اُسے بھی غسل دیا جائے گا۔

(۸) میت کے نہ ناخن کاٹے جائیں اور نہ بالوں میں کنگھی[۵] کی جائے، میت کے منہ میں لگے ہوئے مصنوعی دانت اگر سہولت سے نکالے جا سکیں تو نکال لیے جائیں اور اگر ان کا نکالنا مشکل ہو تو مُنہ میں ہی رہنے دیئے جائیں۔[۶]

(۹) اگر بچہ زندہ پیدا ہو کر مرا ہے تو اسے بھی غسل دیا جائے گا۔[۷]

(۱۰) اگر کوئی خودکشی کر کے مر جائے تو اس کا بھی غسل و کفن کیا جائے گا۔[۸]

(۱۱) مرد کے کفن میں تین کپڑے اور عورت کے کفن میں پانچ کپڑے مسنون ہیں مجبوری کی حالت میں ان میں کمی کر کے مرد کے لیے دو اور عورت کے لیے تین بھی کئے جا سکتے ہیں۔[۹]

(۱۲) بعض لوگ کفنی پر گیرو سے کلمہ وغیرہ لکھتے ہیں یہ بدعت ہے اس سے بچنا چاہیئے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم، صحابۂ کرام اور تابعین و تبع تابعین (رضوان اللہ علیہم اجمعین) میں سے کسی سے کفنی پر لکھنا ثابت نہیں بلکہ دیکھا جائے تو اس طرح کلمہ وغیرہ کی توہین کا بھی اندیشہ ہے کیونکہ میت کچھ عرصہ بعد پھول کر پھٹ جاتی ہے۔[۱۰]

---

۱ الجوہرۃ النیرۃ ج ۱ ص ۱۲۳ حاشیۃ الطحطاوی ص ۳۶۹، ۲ ابو داود ج ۲ ص ۹۳ ابن ماجہ ص ۱۰۶، مراقی الفلاح ص ۳۶۹ رد المحتار ج ۲ ص ۳۰۲، ۳ رد المحتار ج ۲ ۴ البحر الرائق ج ۲ ص ۱۷۴، ۵ ہدایہ ج ۱ ص ۱۷۹ در مختار ج ۲ ص ۱۹۸، ۶ احسن الفتاوی ج ۴ ص ۲۳۱، ۷ در مختار ج ۲ ص ۲۲۷ ہدایہ ج ۱ ص ۱۸۱ ۸ در مختار ج ۲ ص ۲۱۱، ۹ ہدایہ ج ۱ ص ۱۷۹ در مختار ج ۲ ص ۳۰۲، ۱۰ رد المحتار ج ۲ ص ۲۳۷

www.sirat-e-mustaqeem.com

(۱۳) کچھ لوگ کفن کے اندر عہد نامہ وغیرہ رکھتے ہیں یہ بھی صحیح نہیں کیونکہ اول تو شرع سے اس کا بھی ثبوت نہیں دوسرے اس کی توہین کا بھی اندیشہ ہے، اسی لیے جن بعض حضرات نے اس کے لکھنے کا قول کیا ہے اس سے ان کی مراد فقط یہ ہے کہ بغیر کسی رنگ اور سیاہی کے محض سادی انگلی لکھنے کے طریقہ پر پھیر دے،

(۱۴) کچھ لوگ میت کے غسل دینے کو معیوب سمجھتے ہیں اور اسے نیچ لوگوں کا کام سمجھتے ہیں یہ بالکل غلط ہے احادیث مبارکہ سے میت کو نہلانے کا بڑا اجر و ثواب معلوم ہوتا ہے۔

چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"مَنْ غَسَّلَ مَيِّتًا وَكَفَّنَهُ	جس نے میت کو غسل دیا، کفنایا،
وَحَنَّطَهُ وَحَمَلَهُ	خوشبو لگائی، کندھا دیا، اس کی نماز
وَصَلَّىٰ عَلَيْهِ وَلَمْ يُفْشِ	جنازہ پڑھی اور اگر میت کی کوئی برائی
عَلَيْهِ مَا رَأَىٰ خَرَجَ	دیکھی تو اُسے لوگوں میں پھیلایا نہیں تو
مِنْ خَطِيْئَتِهِ مِثْلَ	وہ اپنے گناہوں سے نکل کر اس دن
يَوْمٍ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ"[۱]	کی طرح (پاک وصاف) ہو جائے گا
	جس دن اس کی ماں نے اسے جنا تھا

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

"جس نے میت کو غسل دیا اور اس میں امانت کو ادا کیا تو وہ

---

[۱] ابن ماجہ ص۱۰۶ امام زیلعیؒ نے نصب الرایہ میں یہ حدیث ذکر کر کے فرمایا ہے کہ "اس کا ایک راوی عمرو بن خالد متہم بالوضع ہے، اس لیے یہ حدیث ضعیف ہے۔

www.sirat-e-mustaqeem.com

گناہوں سے اس دن کی طرح پاک وصاف ہوگیا جس دن اس کی ماں نے اسے جنا تھا"۔ [۱]

ایک حدیث شریف میں آتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا۔

"اے علی میت کو غسل دیا کر اس لیے کہ جس نے میت کو غسل دیا اسے ستر بخششوں سے نواز دیا جاتا ہے اگر ایک بخشش کو بھی تمام مخلوق میں تقسیم کیا جائے تو انہیں کفایت کر جائے"۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میت کو غسل دینے والا غسل دیتے وقت کیا کہے؟ آپ نے فرمایا: وہ کہے "غُفْرَانَكَ يَا رَحْمٰنُ"، اے رحمٰن میں تیری بخشش کا طلب گار ہوں، یہاں تک کہ وہ غسل دینے سے فارغ ہو جائے"۔ [۲]

(۱۵) مرنے کے بعد فوراً بعد غسل وکفن کرنا چاہیئے، بعض لوگ جنازہ لے جانے میں تاخیر کی وجہ سے غسل کو بھی مؤخر کرتے ہیں یہ غلط ہے۔ [۳]

جنازہ لے جانے اور کندھا دینے کا مسنون طریقہ

غسل وتکفین سے فراغت کے بعد جنازہ لے جانے میں جلدی کرنی چاہیئے، دور دراز کے لوگوں کے آنے کے انتظار کی وجہ سے جنازہ لے جانے میں تاخیر کرنا مکروہ ہے، حدیث شریف میں آتا ہے، حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں

[۱] مصنف ابن ابی شیبہ ج ۳ ص ۲۷، مصنف عبدالرزاق ج ۳ ص ۴۰۲

[۲] اخرجہ ابوحفص بن شاہین بحوالہ نصب الرایہ ج ۲ ص ۲۵۶

[۳] رد المحتار ج ۲ ص ۱۹۵، الجوہرۃ النیرۃ ج ۱ ص ۱۲۳، مراقی الفلاح مع حاشیہ ص ۲۶۵

www.sirat-e-mustaqeem.com

کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "اے علی تین چیزوں میں تاخیر نہ کر ایک نماز جب اس کا وقت ہو جائے، دوسرے جنازہ جب تیار ہو جائے، تیسرے بے نکاحی عورت جب اس کے جوڑ کا خاوند مل جائے" [1]

ایک دوسری حدیث میں ہے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ فرماتے تھے "جب تم میں سے کوئی مر جائے تو اُسے دیر تک گھر میں نہ روکو، اُسے قبر تک پہنچانے اور دفن کرنے میں سُرعت سے کام لو" [2]

میت اگر بڑی ہو (مرد ہو یا عورت) تو اس کو چارپائی پر لٹا کر لے جائیں سرہانا آگے رکھیں، جنازہ لے جاتے وقت سرہانا قبلہ کی طرف ہونا ضروری نہیں۔ جنازہ کو اٹھانے یا کندھا دینے کا مستحب طریقہ یہ ہے کہ کندھا دینے والا پہلے چارپائی کا داہنا پایہ اپنے داہنے کندھے پر رکھے پھر اسی جانب پیچھے چلا آئے اور پچھلا داہنا پایہ اپنے کندھے پر رکھے اس کے بعد دوسری جانب چلا جائے اور چارپائی کا اگلا بایاں پایہ اپنے بائیں کندھے پر رکھے

پھر اُسی جانب پیچھے چلا آئے اور پچھلا بایاں پایہ بائیں کندھے پر رکھے [3] ہر پایہ کندھے پر رکھنے کے بعد کم از کم دس قدم چلے تاکہ چاروں پایوں کو ملا کر چالیس قدم ہو جائیں۔ حدیث شریف میں آتا ہے کہ "جو شخص میت کو چالیس قدم کندھا دیتا ہے اس کے چالیس بڑے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں" [3]

جنازہ لے جاتے وقت کے ضروری مسائل

① جنازہ کو تیز قدم لے جانا مسنون ہے۔ البتہ یہ خیال رکھا جائے کہ میت

[1] ترمذی ج ۲ ص ۲۰۶ مشکوٰۃ ص ۶۱، [2] شعب الایمان بحوالہ مشکوٰۃ ص ۱۴۹

[3] کتاب الآثار للامام محمد ص ۶۱، در مختار ج ۲ ص ۲۳۱، ۲۳۳ طرق الفلاح مع حاشیہ ص ۲۹۰ ...

www.sirat-e-mustaqeem.com

حرکت و اضطراب نہ ہو۔[1] عموماً دیکھنے میں آتا ہے کہ اگر جنازہ کو تیز قدم لے جایا جاتا ہے تو کچھ لوگ اس سے منع کرتے اور آہستہ آہستہ لے جانے پر اصرار کرتے ہیں یہ بات غلط ہے۔ جنازہ تیز قدموں سے ہی لے جانا چاہیئے چنانچہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

”جنازہ کو تیز قدموں سے لے جایا کرو، اگر وہ نیک ہے تو (قبر اس کے لیے) خیر ہے (یعنی اچھی منزل ہے) جہاں تم (تیز چل کر) اس کو جلدی پہنچا دو گے، اور اگر اس کے سوا دوسری صورت ہے (یعنی جنازہ نیک آدمی کا نہیں ہے)، تو ایک بُرا (بوجھ تمہارے کندھوں پر) ہے (تم تیز چل کر جلدی) اس کو اپنے کندھوں سے اُتار دو گے،،[2]

(۲) جو لوگ جنازہ کے ہمراہ ہوں اُن کے لیے جنازہ کے پیچھے چلنا افضل ہے[3]

(۳) بہت سے لوگ میت کو کندھا دیتے وقت زور سے کلمۂ شہادت پکارتے ہیں باقی لوگ جواب میں کلمۂ شہادت پڑھنا شروع کر دیتے ہیں یہ طریقہ شریعت کے خلاف ہونے کی وجہ سے غلط ہے، فقہاء نے لکھا ہے کہ جنازہ کے ساتھ جانے والوں کو کوئی ذکر یا دعا اونچی آواز سے پڑھنا مکروہِ تحریمی ہے، اس موقع پر لوگوں کو طویل خاموشی اختیار کرنی چاہیئے۔[4]

حدیث شریف میں آتا ہے کہ ”رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب جنازہ کے

---

[1] ہدایہ ج ۱ ص ۱۸۲

[2] بخاری و مسلم بحوالہ مشکوٰۃ ص ۱۴۴

[3] الجوہرۃ النیرۃ ج ۱ ص ۱۳۱ رد المحتار ج ۲ ص ۲۳۳

[4] در مختار مع حاشیہ رد المحتار ج ۲ ص ۲۳۳ البحر الرائق ج ۲ ص ۱۹۲

www.sirat-e-mustaqeem.com

ساتھ چلتے تو خاموش رہتے اور اپنے جی میں موت کے متعلق گفتگو فرماتے"[1] ایک دوسری حدیث میں ہے حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اللہ تعالیٰ تین موقعوں پر خاموشی کو پسند فرماتے ہیں قرآن کریم کی تلاوت کے وقت، میدان جنگ میں اور جنازہ کے ساتھ"[2] حضرت قیس بن عباد (م) فرماتے ہیں کہ "صحابہ کرام تین موقعوں پر آواز بلند کرنے کو مکروہ سمجھتے تھے جنازہ کے ساتھ، لڑائی میں اور ذکر کے وقت"[3]

نماز جنازہ کا بیان

میت پر نماز جنازہ پڑھنا فرض کفایہ ہے، یعنی اگر کچھ لوگوں نے پڑھ لی تو سب کے ذمہ سے ساقط ہو جائے گی اور کسی نے بھی نہ پڑھی تو سب گناہ گار ہوں گے۔

جب جنازہ جنازگاہ پہنچ جائے تو چارپائی کو قبلہ کی دیوار کے پاس اس طرح سے رکھیں کہ میت کا سر شمال کی طرف ہو اور پاؤں جنوب کی طرف، اور جلد از جلد صفیں بنانی شروع کر دیں، طاق عدد میں صفیں بنائیں، جب صفیں بن جائیں تو امام میت کے سینے کے محاذی کھڑا ہو جائے، اس کے بعد امام اور مقتدی دونوں ہاتھ مثل تکبیر تحریمہ کے کانوں تک اٹھا کر اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہیں اور ناف کے متصل نیچے باندھ لیں اور ثناء پڑھیں سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ وَبِحَمْدِکَ

---

1. طبقات ابن سعد ج ص بحوالہ کنز العمال ج ۷، ص ۱۵۸
2. تفسیر ابن کثیر عربی ج ص بحوالہ راہ سنت ص ۲۲۰
3. السیر الکبیر للامام محمد ج ۱ ص ۸۹ البحر الرائق ج ۵ ص ۷۶
4. در مختار ج ۲ ص ۲۱۶ ہدایہ ج ۱ ص ۱۸۱

www.sirat-e-mustaqeem.com

وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَجَلَّ ثَنَاؤُكَ[1] وَلَآ اِلٰهَ غَيْرُكَ اس کے بعد بغیر ہاتھ اٹھائے دوسری تکبیر کہیں اور وہی درود شریف پڑھیے جو عام نمازوں میں التحیات کے اندر پڑھا جاتا ہے یعنی اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى آلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى آلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ، پھر بغیر ہاتھ اٹھائے تیسری تکبیر کہیں اور اگر میت بالغ ہو (مرد ہو یا عورت) تو یہ دعا پڑھیں اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِحَيِّنَا وَمَيِّتِنَا وَشَاهِدِنَا وَغَائِبِنَا وَصَغِيْرِنَا وَكَبِيْرِنَا وَذَكَرِنَا وَاُنْثَانَا، اَللّٰهُمَّ مَنْ اَحْيَيْتَهٗ مِنَّا فَاَحْيِهٖ عَلَى الْاِسْلَامِ وَمَنْ تَوَفَّيْتَهٗ مِنَّا فَتَوَفَّهٗ عَلَى الْاِيْمَانِ، اور اگر میت نابالغ بچہ کی ہو تو یہ دعا پڑھیں، اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ لَنَا فَرَطًا وَّاجْعَلْهُ لَنَا اَجْرًا وَّذُخْرًا وَّاجْعَلْهُ لَنَا شَافِعًا وَّمُشَفَّعًا، اور اگر نابالغ بچی کی ہو تو یہ دعا پڑھیں، اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهَا لَنَا فَرَطًا وَّاجْعَلْهَا لَنَا اَجْرًا وَّذُخْرًا وَّاجْعَلْهَا لَنَا شَافِعَةً وَّمُشَفَّعَةً، جب یہ دعا پڑھ چکیں تو بغیر ہاتھ اٹھائے چوتھی تکبیر کہیں اور دونوں جانب سلام پھیر دیں۔[2]

نماز جنازہ کے ضروری مسائل

① نماز جنازہ کا کوئی وقت مقرر نہیں، ہر وقت پڑھی جا سکتی ہے[3] البتہ طلوع

---

[1] مسند فردوس بحوالہ کبیری شرح منیہ ص۲۹۵، [2] در مختار مع حاشیہ رد المحتار ج ۲ ص۲۱۲ تا ص۲۱۵، [3] رد المحتار ج ص

www.sirat-e-mustaqeem.com

وغروب اور زوال کے وقت پڑھنا مکروہ ہے یہ بھی اس وقت جبکہ جنازہ پہلے سے آیا رکھا ہو اور طلوع یا غروب یا زوال ہو جائے اگر جنازہ آیا ہی عین ان اوقات میں ہو تو ایسی صورت میں ان اوقات میں بھی نماز جنازہ مکروہ نہیں رہتی۔[۱]

(۲) نماز جنازہ میں بہتر یہ ہے کہ تین یا پانچ یا سات صفیں بنائی جائیں اس سے زیادہ بھی بنائی جا سکتی ہیں مگر صفوں کی تعداد طاق ہونی چاہیئے، بعض لوگ صرف تین صفیں بنانے پر زور دیتے ہیں یہ بالکل غلط ہے۔

(۳) نماز جنازہ کی امامت کا حق موجودہ حالات میں اوّلاً تو محلہ کی مسجد کے امام کا ہے اگر وہ نہ ہو تو میت کے اولیاء میں سے کوئی پڑھائے یا پھر وہ شخص پڑھائے جسے میت کے اولیاء نماز پڑھانے کا کہیں،[۲]

(۴) جس مسجد میں پانچ وقت کی نماز باجماعت پڑھی جاتی ہو اس میں نماز جنازہ پڑھنا مکروہ تحریمی[۳] ہے، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دور میں مسجد نبوی علیٰ صاحبہ الصلوٰۃ والسلام کے متصل باہر نماز جنازہ کی باقاعدہ جگہ بنی ہوئی تھی اسی میں آپ نماز جنازہ پڑھاتے تھے، بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ صحابہؓ کرام کو وہاں جگہ نہ ملتی تو نماز جنازہ پڑھے بغیر ہی واپس چلے جاتے تھے، ایک حدیث میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد منقول ہے کہ "جس نے مسجد میں نماز جنازہ پڑھی اس کے لیے کوئی اجر نہیں ہے"۔ انہیں روایات کی بناء پر فقہائے نے مسجدِ جماعت میں نماز جنازہ کو مکروہ قرار دیا ہے۔[۴]

---

[۱] رد المحتار ج ۱ ص ۳۷۳

[۲] ہدایہ ج ۱ ص ۱۸۱ در مختار ج ۲ ص ۲۲۲

[۳] الجوہرۃ النیرۃ ص ۱۳۱ ہدایہ ج ۱ ص ۱ در مختار ج ۲ ص ۲۲۴

[۴] تفصیل کے لیے ملاحظہ فرمائیے حدیث اور اہل حدیث ص ۸۸۲

www.sirat-e-mustaqeem.com

۵ نمازِ جنازہ کے لیے جگہ کا پاک ہونا ضروری ہے۔ اگر نمازِ جنازہ کسی ایسی جگہ پڑھی جائے جو ناپاک ہو تو لوگوں کو چاہیئے کہ پاؤں جوتوں سے نکال کر جوتوں پر رکھ لیں اس صورت میں صرف جوتوں کے اوپر کے حصّہ کا پاک ہونا کافی ہے۔

۶ اگر ایک وقت میں کئی جنازے اکٹھے ہو جائیں تو بہتر تو یہ ہے کہ سب کی نماز علیحدہ علیحدہ پڑھی جائے تاہم اگر سب کی ایک ہی نماز پڑھی جائے تب بھی جائز ہے۔ ایسی صورت میں چاہیئے کہ سب جنازوں کی صف قائم کر دی جائے جس کی بہتر صورت یہ ہے کہ ایک جنازہ کے آگے اسی سمت دوسرا جنازہ رکھ دیا جائے کہ سب کے پیر ایک طرف ہوں اور سر ایک طرف جس کی صورت یہ ہے،

سر پیر

امام

اگر جنازے مختلف اصناف کے ہوں تو اس ترتیب سے اُن کی صف قائم کی جائے کہ امام کے قریب مردوں کے جنازے اُن کے بعد نابالغ لڑکوں کے اُن کے بعد عورتوں کے اور اُن کے بعد نابالغ لڑکیوں کے۔[1]

۷ بعض اوقات جنازہ جنازگاہ میں آجاتا ہے اور لوگ وضو کی تیاری میں بہت تاخیر کرتے ہیں یہ غلط ہے اوّلاً تو گھر ہی سے وضو کر کے چلنا چاہیئے اگر ایسا ممکن نہ ہو تو جلد از جلد وضو کر لینا چاہیئے تاکہ نماز میں تاخیر نہ ہو۔

۸ نمازِ جنازہ میں دو چیزیں فرض ہیں[2] (۱) چار تکبیریں جو گویا چار رکعات کے قائم مقام ہیں (۲) قیام یعنی کھڑے ہو کر نماز پڑھنا، تین[3] چیزیں مسنون ہیں (۱) ثناء (۲) درود شریف (۳) دعاء۔ اگر کسی سے تکبیر چھوٹ گئی یا قیام رہ گیا تو اس کی نماز نہیں ہوگی، ہاں اگر ثناء وغیرہ رہ گئی تو نماز ہو جائے گی۔

---

[1] در مختار ج ۲ ص ۲۱۸

[2] در مختار ج ۲ ص ۲۰۹

[3] در مختار ج ۲ ص ۲۰۹

www.sirat-e-mustaqeem.com

⑨ نمازِ جنازہ میں تمام اذکار آہستہ آواز سے پڑھے جائیں[۱] - اُونچی آواز سے ان اذکار کا پڑھنا کسی صحیح، صریح، مرفوع حدیث سے ثابت نہیں بلکہ یہ روافض کا شعار ہے

⑩ اگر کوئی شخص ایسے وقت آئے کہ نمازِ جنازہ کھڑی ہو چکی ہو تو اسے چاہیئے کہ امام کی تکبیر کا انتظار کرے، جب امام تکبیر کہے یہ شامل ہو جائے اور باقی تکبیریں امام کے سلام پھیرنے کے بعد کہے،[۲]

⑪ آج کل کچھ لوگ سلام پھیرتے وقت پہلا سلام پھیر کر دایاں ہاتھ چھوڑ دیتے ہیں اور دوسرا سلام پھیر کر بایاں ہاتھ یہ طریقہ صحیح نہیں ہے۔ اصل یہ ہے کہ دونوں طرف سلام پھیر کر ہاتھ چھوڑے۔[۳]

⑫ نمازِ جنازہ کا سلام پھیرتے ہی فوراً میت کو اٹھا کے لے چلنا چاہیئے، کچھ لوگ سلام کے بعد اجتماعی دُعا کرتے ہیں، یہ غلط ہے اس موقع پر دُعا نہ تو نبی علیہ السّلام سے ثابت ہے نہ صحابہ کرام اور تابعین و تبع تابعین سے، تقریباً ہر صدی کے فقیہ نے لکھا ہے کہ نمازِ جنازہ کا سلام پھیر کر دُعا کرنا مکروہ ہے لہٰذا اس سے گریز کرنا چاہیئے، اگر غور کیا جائے تو نمازِ جنازہ حقیقت میں خود دُعا ہی ہے کیونکہ جو اُمور دُعا میں ہوتے ہیں وُہی اِس میں بھی ہوتے ہیں عام دُعا کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے اللہ کی حمد و ثنا ہو پھر نبی علیہ السلام پر درُود بھیجا جائے پھر اپنا مقصد پیش کیا جاتے نمازِ جنازہ میں بعینہٖ یہی ہوتا ہے، پہلے حمد و ثنا، پھر درُود پھر میت کے لیے دُعا، نمازِ جنازہ کو نماز صرف اس لیے کہہ دیتے ہیں کہ جو چیزیں عام نماز کی ادائیگی کے لیے ضروری ہیں وُہی نمازِ جنازہ کی ادائیگی کے لیے بھی ضروری ہیں، مثلاً بدن کا پاک ہونا، جگہ کا پاک ہونا، قیام کرنا، قبلہ رُو ہونا یہ جیسے عام نمازوں کے لیے ضروری ہیں ویسے ہی نمازِ جنازہ کے لیے بھی،

۱؎ درمختار ج ۲ ص ۲۱۳ ۲؎ درمختار مع حاشیہ ردالمحتار ج ۲ ص ۲۱۶،
۳؎ فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ج ۵ ص ۳۱۴

www.sirat-e-mustaqeem.com

⑬ اگر کوئی خودکشی کرلے تو اس کی بھی نماز جنازہ پڑھی جائے گی۔ [۱]

⑭ بچہ زندہ پیدا ہوتے ہی مرجائے تو اس کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی۔ [۲]

⑮ اگر کوئی شہید ہوجائے تو اس کی نماز جنازہ بھی پڑھی جائے گی۔ [۳]

⑯ اگر کسی مسلمان کو بغیر نماز جنازہ پڑھے دفن کردیا گیا تو میت کے پھولنے پھٹنے سے پہلے پہلے اس کی قبر پر نماز جنازہ پڑھی جائے گی۔ [۴]

⑰ نماز جنازہ کے لیے میت کا سامنے حاضر ہونا ضروری ہے اس لیے (جمہور فقہاء کے نزدیک) غائبانہ نماز جنازہ جائز نہیں۔ [۵]

تدفین کا طریقہ

نماز جنازہ کے بعد جس جگہ قبر کھودی گئی ہے جنازہ کو مسنون طریقہ کے مطابق وہاں لے جائیں اور قبلہ کی جانب چارپائی کو رکھیں[۶]، بہتر ہے کہ چند دین دار اور قوی حضرات آگے بڑھیں اور خود میت کو قبر میں اتاریں۔ میت کو قبر میں اُتارتے وقت بِسْمِ اللّٰهِ وَبِاللّٰهِ وَعَلٰى مِلَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ پڑھنا مستحب ہے[۷]، آج کل لوگ بجائے مذکورہ دعا پڑھنے کے اس وقت کلمۂ شہادت پڑھتے ہیں یہ درست نہیں کیونکہ اس موقع پر کلمۂ شہادت پڑھنا شریعت سے ثابت نہیں، جب میت قبر میں اتار دی جائے تو اسے داہنی کروٹ پر کردیں[۸] کیونکہ میت کا داہنی کروٹ پر لٹانا مسنون ہے صرف چہرہ

---

[۱] درمختار ج ۲ ص ۲۱۱ ۔ [۲] درمختار ج ۲ ص ۲۲۷ ہدایہ ج ۱ ص ۱۸۱ ۔

[۳] ہدایہ ج ۱ ص ۱۸۳ ۔ [۴] ہدایہ ج ۱ ص ۱۸۰ ۔ [۵] درمختار ج ۲ ص ۲۰۹

[۶] درمختار ج ۲ ص ۲۳۵ ۔ [۷] درمختار ج ۲ ص ۲۳۵ ہدایہ ج ۱ ص ۱۸۲ ۔

[۸] درمختار ج ۲ ص ۲۳۶ ۔

www.sirat-e-mustaqeem.com

قبلہ کی طرف کر دینا کافی نہیں، آج کل لوگ میت کے داہنی کروٹ لٹانے پر اعتراض کرتے ہیں ان کا یہ اعتراض سنت سے ناواقفیت کی دلیل ہے فقہ حنفی کی تقریباً سب بڑی کتابوں میں یہی لکھا ہوا ہے کہ میت کو قبلہ رُو داہنی کروٹ پر لٹایا جائے، میت کو داہنی کروٹ پر لٹا کر بہتر ہے کہ اس کے سر کے نیچے کچی اینٹ یا مٹی کی ڈھیری رکھ دی جائے تاکہ سر نیچے ڈھلکتا نہ رہے۔[۱]

اگر میت عورت ہے تو اسے قبر میں اتارتے وقت پردہ کر لیا جائے۔ پردہ قبر کے اردگرد قنات لگانے کی طرح کیا جائے، لوگ میت کے اوپر چھتری کی طرح چادر تان لیتے ہیں یہ غلط ہے کیونکہ اس سے پردہ نہیں ہوتا، میت نظر آتی رہتی ہے، غیر محرم وہاں سے ہٹ جائیں عورت کے محرم اسے قبر میں اتاریں اور اُسے بھی داہنی کروٹ پر لٹائیں، اکثر دیکھنے میں آتا ہے کہ عورت کو گورکن اور غیر محرم قبر میں اتارتے ہیں شرعاً یہ جائز نہیں ہے بلکہ دیکھا جائے تو بے غیرتی کی بات ہے، میت کو قبر میں اتارنے کے بعد اس کے کفن کی جو گرہیں لگائی گئی تھیں وہ کھول دی جائیں[۲] اور اس کے بعد سلیبوں سے قبر کو بند کر دیا جاتے اور قبر کو مٹی دی جائے، مٹی دیتے وقت مستحب ہے کہ سرہانے کی طرف سے ابتدا کی جائے اور ہر شخص تین مرتبہ اپنے دونوں ہاتھوں میں مٹی بھر کر قبر میں ڈالے[۳] پہلی مرتبہ مٹی ڈالتے وقت کہے مِنْهَا خَلَقْنٰكُمْ دوسری مرتبہ کہے وَفِيْهَا نُعِيْدُكُمْ اور تیسری مرتبہ کہے وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً اُخْرٰى[۴] پھر جتنی مٹی قبر کھودتے وقت نکلی تھی وہ سب اس میں ڈال دی جائے مستحب یہ ہے کہ قبر کوہان نما بنائی جائے اور اس کی بلندی ایک بالشت یا اس

۱؎ درمختار ج ۲ ص ۲۳۶۔ ۲؎ درمختار ج ۲ ص ۲۳۶ ہدایہ ج ۱ ص ۱۸۲۔

۳؎ درمختار ج ۲ ص ۲۳۶۔ ۴؎ الجوہرۃ النیرۃ ج ۱ ص ۱۳۳۔

www.sirat-e-mustaqeem.com

سے کچھ نا اندر رکھی جائے ، قبر کو چوکور بنانا اور پختہ کرنا مکروہ تحریمی ہے ۔

دفن کے بعد مستحب ہے کہ ایک شخص قبر کے سرہانے آہستہ آواز سے سُورۂ بقرہ کی ابتدائی آیات الٓـمّٓ سے مفلحون تک پڑھے اور دوسرا شخص پائنتی کی طرف اسی طرح سُورۂ بقرہ کی آخری آیات آمَنَ الرَّسُوْلُ سے سُورۃ کے ختم تک پڑھ لے[۱] ، اس کے بعد میت کے لیے دُعا کر لی جائے ، اس موقع پر دُعا میں ہاتھ اُٹھانا درست ہے ، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ذوالبجادینؓ کو دفنانے کے بعد ہاتھ اُٹھا کر دُعا مانگی تھی ۔[۲]

دفن کے ضروری مسائل

① افضل تو یہ ہے کہ قبر لحد کی شکل میں بنائی جائے ، تاہم اگر ایسا ممکن نہ ہو تو شقّی قبر جو عام طور پر بنائی جاتی ہے وہی بنالی جائے ۔

② قبر کی گہرائی میں افضل تو یہ ہے کہ میت کے قد کے برابر کھودی جائے تاہم نصف قد کے برابر بھی کھودی گئی تو بھی جائز ہے ۔

③ قبر اندر سے کچی رکھی جائے اور اس میں کوئی ایسی چیز نہ رکھی جائے جو آگ میں پکی ہو یا آگ اُسے چھو سکتی ہو ، اسی لیے بہتر ہے کہ قبر کو مٹی کی کچی اینٹوں سے بند کیا جائے وہ نہ ملیں تو سیمنٹ کی سلیبیں لگا دی جائیں ۔ پکی اینٹیں اور لکڑی کے تختے نہ لگائے جائیں ان کے لگانے کو فقہاء نے مکروہ لکھا ہے[۳] ، تاہم اگر مجبوراً یہی لگانے پڑیں تو ان کا لگانا بھی جائز ہو گا ۔

آج کل گورکن تن آسانی اور پیسے کمانے کی خاطر لوگوں سے کہہ دیتے ہیں

---

[۱] مشکوٰۃ ج ۱ ص ۱۴۹ [۲] فتح الباری ج ۱۱ ص ۱۴۳
[۳] ہدایہ ج ۱ ص ۱۸۲

www.sirat-e-mustaqeem.com

کہ کچی قبر کے بیٹھنے کا خطرہ ہے اس لیے اندر سے پکی رکھی جائے گی چنانچہ وہ معمولی سی کھدائی کر کے قبر میں چاروں طرف پکی اینٹوں سے چنائی کر کے اس پر پلستر کر دیتے ہیں یہ طریقہ خلافِ سنت ہونے کی وجہ سے مکروہ ہے ، اس طریقہ میں ایک بڑی خرابی یہ بھی ہے کہ گورکن سطحِ زمین پر سلیبیں رکھتے ہیں اور اس پر مٹی ڈالتے ہیں جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ بارش کے پانی سے اُوپر کی مٹی بہہ کر سلیبیں کھل جاتی ہیں بلکہ بعض اوقات قبر کے اندر گر جاتی ہیں اور قبر کی بے حرمتی ہوتی ہے ۔

④ کچھ لوگ قبر میں چٹائی بچھانے پر زور دیتے ہیں یہ غلط ہے ، کیونکہ اسے آگ چھو سکتی ہے اس لیے اس کا بچھانا مکروہ ہے ، کچھ لوگ قبر میں کلمہ اور قل لکھی ہوئی چادریں اور پھول ڈالتے ہیں یہ غلط ہے اول تو یہ شریعت سے ثابت نہیں دوسرے ان کی بے حرمتی کا اندیشہ ہے اس لیے اس سے گریز کیا جائے ، کچھ لوگ قبر میں عرق گلاب چھڑکتے ہیں یہ بھی غلط ہے کیونکہ یہ عیسائیوں کا طریقہ ہے ۔

⑤ کچھ لوگ میت کے ساتھ قبر میں عہد نامہ وغیرہ رکھتے ہیں یہ بھی صحیح نہیں ہے کیونکہ اس کی بے حرمتی کا اندیشہ ہے ، اسی طرح کچھ لوگ سلیبوں پر کلمہ لکھنے پر اصرار کرتے ہیں یہ بھی غلط ہے اول تو اس لیے کہ یہ شریعت سے ثابت نہیں دوسرے سوچنے کی بات ہے کہ نیچے سلیبوں پر کلمہ لکھا ہوتا ہے اور ان کے اوپر گورکن انہیں صحیح کرنے اور سوراخ بند کرنے کی غرض سے چلتا ہے اس سے کس قدر کلمہ کی توہین ہوتی ہے ۔

⑥ آج کل کچھ لوگ میت کو دفن کرنے کے بعد قبر پر اذان دیتے ہیں یہ بدعت ہے شریعت سے اس کا کوئی ثبوت نہیں ملتا ، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک دور میں آپ کے سامنے لوگ فوت ہوتے تھے دفن ہوتے تھے لیکن کسی صحیح حدیث میں تو دُور رہا کسی ضعیف بلکہ موضوع و من گھڑت حدیث میں بھی نہیں آتا

www.sirat-e-mustaqeem.com

کہ آپ نے قبر پر اذان دی ہو یا دلوائی ہو، نہ صحابۂ کرام اور تابعین و تبع تابعین سے ثابت ہے کہ انہوں نے کسی قبر پر اذان دی ہو یا دلوائی ہو، نہ اولیاء کرام اور بزرگانِ دین سے یہ ثابت ہے اس لیے قبر پر اذان دینا اِحْدَاث فِی الدِّین ہونے کے سبب بدعت ہوگا۔ چنانچہ ایک بہت بڑے حنفی فقیہ حضرت علامہ ابن عابدین شامی (م ۱۲۵۲ھ) تحریر فرماتے ہیں۔

"تنبیہ: فِی الْاِقْتِصَارِ عَلٰی مَا ذُکِرَ مِنَ الْوَارِدِ اِشَارَۃٌ اِلٰی اَنَّہٗ لَا یُسَنُّ الْاَذَانُ عِنْدَ اِدْخَالِ الْمَیِّتِ فِیْ قَبْرِہٖ کَمَا ھُوَ الْمُعْتَادُ الْاٰنَ، وَقَدْ صَرَّحَ ابْنُ حَجَرٍ فِیْ فَتَاوِیْہِ بِاَنَّہٗ بِدْعَۃٌ" [۱]

مصنف علیہ الرحمہ نے میت کو قبر میں اتارتے وقت ذکر کے بتلانے پر جو اکتفاء کیا ہے اس سے اس طرف اشارہ ہے کہ میت کو دفن کرتے وقت اذان کہنا جیسا کہ آجکل عادت ہوگئی ہے یہ مسنون نہیں ہے، اور علامہ ابن حجرؒ نے اپنے فتاویٰ میں اس بات کی تصریح کی ہے کہ قبر پر اذان دینا بدعت ہے۔

(۷) بہت سے لوگ تدفین کے بعد چالیس قدم دور جاکر پھر دعا مانگتے ہیں یہ بھی بدعت ہے شریعت سے اس کا بھی کوئی ثبوت نہیں ملتا۔

(۸) آج کل رواج ہے کہ سب لوگ میت کو دفنانے کے بعد میت والوں کے گھر جاتے ہیں اور ان کے یہاں کھانا کھاتے ہیں یہ رواج قطعاً غلط ہے، میت کو دفنانے کے بعد سب کو اپنے اپنے گھر جاکر کھانا کھانا چاہیئے جو لوگ دور دراز سے آئے ہوں ان کے لیے بھی بہتر تو یہی ہے کہ اور لوگ انہیں اپنے ہاں بطور

[۱] ردالمحتار المعروف فتاویٰ شامی ج ۲ ص ۲۳۵۔

www.sirat-e-mustaqeem.com

مہمان ٹھہرا لیں، البتہ جو لوگ اس قدر قریبی ہوں کہ گھر کے افراد میں سے سمجھے جاتے ہوں تو اُن کے لیے گنجائش ہے۔

⑨ نمازِ جنازہ کے بعد اہلِ میت کی اجازت کے بغیر (دفن سے پہلے) واپس نہ ہونا چاہیئے، لیکن دفن کے بعد اُن کی اجازت کے بغیر بھی واپس جا سکتے ہیں۔[1]

تعزیت اور ایصالِ ثواب

① جس گھر میں غمی ہو ان کے یہاں تیسرے دن تک ایک بار تعزیت کے لیے جانا مستحب ہے، میت کے متعلقین کو تسلی و تسکین دینا اور صبر کے فضائل اور اس کا عظیم الشان اجر و ثواب بتلا کر اُن کو صبر کی رغبت دلانا اور میت کے لیے دُعاءِ مغفرت کرنا جائز (بلکہ بڑا نیک کام) ہے اسی کو تعزیت کہتے ہیں۔

② جس کے پاس تعزیت کے لیے جائیں بہتر ہے کہ اُسے تعزیت کے وہ کلمات کہیں جو شریعت سے ثابت ہیں، مثلاً عَظَّمَ اللّٰهُ اَجْرَكَ وَاَحْسَنَ عَزَائَكَ یا یہ "اِنَّ لِلّٰهِ مَا اَخَذَ وَلَهٗ مَا اَعْطٰى وَكُلٌّ عِنْدَهٗ بِاَجَلٍ مُّسَمًّى" اگر یہ نہ آتے ہوں تو اپنی زبان میں جو مناسب کلمات ہوں وہ کہہ لیں،

آج کل ہمارے یہاں یہ رواج ہے کہ اہلِ میت چادریں بچھا کر بیٹھ جاتے ہیں اور جو بھی تعزیت کے لیے آتا ہے وہ فاتحہ پڑھ لیں کہہ کر ہاتھ اُٹھا کے دُعا شروع کر دیتا ہے باقی سب لوگ بھی اس کی تقلید میں دُعا کرنے لگتے ہیں یہ رواج غلط ہے اِسے ترک کرنا چاہیئے اس لیے کہ اوّل تو تعزیت کا یہ طریقہ شریعت سے ثابت نہیں دُوسرے یہ دُعا فقط رسمی ہوتی ہے نہ اس میں اخلاص ہوتا ہے نہ حضورِ قلب تیسرے چونکہ یہ دُعا سارا دن جاری رہتی ہے اور ہر آنے والا کرتا ہے اس لیے اہلِ میت اُکتا جاتے ہیں، سوچنے

---

[1] فتاوی عالمگیری ج ۱ ص ۱۶۵

www.sirat-e-mustaqeem.com

کی بات ہے کہ جو دُعا دل کی غفلت اور اکتاہٹ کے ساتھ ہوگی اس کا کیا فائدہ ہوگا؟

(۳) اہل میت کے پڑوسیوں اور دُور کے رشتے داروں کے لیے مستحب ہے کہ وہ ایک دن ایک رات کا کھانا تیار کر کے میت والوں کے یہاں بھیجیں اور اگر وہ غم کی وجہ سے نہ کھاتے ہوں تو اصرار کر کے انہیں کھلائیں۔[1]

آج کل رواج ہے کہ میت کے قریبی رشتے دار بالخصوص سُسرالی رشتے دار مسلسل تین دن دونوں وقت میت کے گھر کھانا بھیجتے ہیں جس میں میت کے گھر والے اور قریب سے آئے ہوئے لوگ سب شریک ہوتے ہیں بلکہ بہت سے لوگ عین کھانے کے وقت آجاتے ہیں اور اس کھانے میں شریک ہوتے ہیں اور یہ کھانا بالکل ایسے ہوتا ہے جیسے عام تقریبات کا کھانا، یہ رواج بالکل غلط ــــ اور شریعت کے خلاف ہے۔

از روئے شرع میت والوں کے لیے صرف ایک دن و رات کا کھانا بھیجنا پڑوسیوں یا دُور کے رشتہ داروں کے لیے صرف مستحب ہے لہٰذا اس کو رسمی طور پر کسی کے ذمہ لگانا کہ وہ چار و ناچار اسے کرے یہ غلط ہے۔

اسی طرح یہ کھانا صرف اہلِ میت کے لیے ہوتا ہے لہٰذا اس میں سب کا شریک ہونا بھی غلط ہے، فقہاء نے تصریح کی ہے کہ میت کے گھر کا کھانا کھانے سے دل مُردہ ہوتا ہے، لوگوں کو چاہیئے کہ وہ اپنے گھروں سے کھائیں دوسروں پر بوجھ نہ بنیں،

(۴) اہل سنت والجماعت کے نزدیک میت کو ایصال ثواب کرنا جائز ہے جس عمل کے ذریعہ بھی میت کو ثواب پہنچایا جائے وہ اُسے پہنچتا ہے البتہ ایصال ثواب میں یہ ضروری ہے کہ شریعت کے موافق ہو اور اخلاص کے ساتھ ہو، اگر ایصال ثواب شریعت کے موافق اور اخلاص کے ساتھ کیا جائے گا تو میت کو ثواب پہنچے گا ورنہ نہیں۔

میت کے متعلقین کو چاہیئے کہ وہ سب سے پہلے اس پر غور کریں کہ میت

---

[1] ردالمحتار ج ۲ ص ۲۴۰

www.sirat-e-mustaqeem.com

کے ذمہ حقوق اللہ اور حقوق العباد میں سے کوئی حق تو نہیں رہ گیا، اگر رہ گیا ہے تو سب سے پہلے اُسے ادا کریں، مثلاً اگر نمازیں رہ گئیں تو اُن کا فدیہ دیں، روزے رہ گئے تو ان کا فدیہ دیں، زکوٰۃ ادا نہیں کی تھی تو وہ ادا کریں، حج فرض ہونے کے باوجود نہیں کیا تھا تو حج بدل کرائیں ایسے ہی اگر کسی کا قرضہ دینا تھا تو وہ دیں اگر کسی کی کوئی چیز غصب کی تھی تو وہ واپس کریں اور کسی سے اس کی لڑائی جھگڑائی تھی تو وہ معاف کرائیں لیکن یہ یاد رکھیں کہ اگر ان امور کی میت نے وصیت کی تھی تو یہ اس کے ترکہ میں سے صرف تہائی مال میں سے ادا کئے جائیں گے، اور اگر میت نے ان امور کی وصیت نہیں کی تھی تو ترکہ میں سے یہ امور ادا نہیں کیے جائیں گے، ہاں میت کا کوئی وارث اپنے حصے میں سے ادا کرنا چاہے یا میت کا کوئی عزیز دوست اپنی طرف سے کرنا چاہے تو اس کی اجازت ہے۔

۵ ایصالِ ثواب کے لیے شریعت میں کوئی چیز متعین نہیں حسب توفیق جس طرح چاہیں ایصالِ ثواب کریں، اگر چاہیں تو ایک دفعہ سورۂ فاتحہ تین دفعہ قل ھو اللہ پڑھ کر دعا کریں کہ یا اللہ جو کچھ میں نے پڑھا ہے اس کا ثواب میت کو پہنچا دے، اگر چاہیں تو نوافل پڑھ کر یا نفلی روزے رکھ کر دُعا کرلیں کہ یا اللہ ان کا ثواب میت کو پہنچا دے، یا اگر ہو سکے تو اخلاص کے ساتھ ستر ہزار مرتبہ لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ پڑھ کر دُعا کرلیں کہ یا اللہ اس کا ثواب میت کو پہنچا دے، یہ بھی ہو سکتا ہے کہ کسی غریب و فقیر کو کچھ دے کر یا کچھ کھلا کر یہ دُعا کرلیں کہ یا اللہ اس کا ثواب میت کو پہنچا دے اور یہ دُعا ایسی ہے جو دل میں بھی کی جا سکتی ہے اس کے لیے ہاتھ اٹھانے اور کسی خاص اہتمام کرنے کی بھی ضرورت نہیں۔

۶ آج کل ہمارے یہاں ایصالِ ثواب کے لیے ایسی رسمیں کی جاتی ہیں جن کا شریعت سے کوئی تعلق نہیں ہوتا اسی لیے ان رسمی چیزوں کا میت کو کوئی ثواب نہیں پہنچتا۔ بعض گھروں

www.sirat-e-mustaqeem.com

ہیں جمعراتیں ہوتی ہیں بہت سے لوگ تیجہ، ساتا، دسواں، بیسواں، چالیسواں اور برسی کرتے ہیں۔ ان میں عام لوگوں کو دعوت دی جاتی ہے اور لوگ اس طرح شریک ہوتے ہیں جیسے شادی بیاہ میں شریک ہوتے ہیں، حتیٰ کہ اب تو ان تقریبات میں دعوت دینے کے لیے کارڈ چھپنے لگے ہیں اور میت کے گھر والوں کو جوڑے دیئے جاتے ہیں۔

یاد رکھئے یہ سب امور خلافِ شرع ہیں ان کا شریعت سے کوئی ثبوت نہیں ملتا آخر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں بھی لوگ فوت ہوتے تھے لیکن کسی بھی حدیث سے ثابت نہیں ہوتا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مرنے والوں کے لیے یہ کام کیئے ہوں، نہ صحابہ، تابعین و تبع تابعین سے یہ کام ثابت ہیں نہ فقہاء نے ان کے متعلق کچھ لکھا ہے اس لیئے یہ بات طے ہے کہ یہ تمام طریقے خود ساختہ ہیں جنہیں ہم نے دین بنا لیا ہے ان طریقوں کی وجہ سے نوبت یہاں تک پہنچ گئی ہے کہ لوگ ان کی ادائیگی کے لیے سودی قرضے لینے لگے ہیں، ایک شخص کو راقم الحروف نے بہن کے چالیسویں کے لیے بھیک مانگتے ہوئے دیکھا ہے۔ خدا کے لیے اِن رسمی اُمور کو چھوڑ کر اخلاص کے ساتھ میت کو ایصالِ ثواب کیجئے تاکہ میت کو بھی کچھ فائدہ پہنچے اور آپ کو بھی اجر و ثواب ملے۔

---

www.sirat-e-mustaqeem.com

بسم اللہ والحمد للہ والصلوٰۃ علیٰ رسولہ

احقر نے مولانا نعیم الدین صاحب زید مجدہم کا مرتب کردہ مضمون جو کہ میت اور اس کے متعلقہ مسائل کے بیان میں ہے حرف بحرف پڑھا اور اس کو درست اور مفید پایا۔

امید ہے کہ اہل اسلام کے لئے یہ ان شاء اللہ بہت مفید ثابت ہوگا۔ اگر اس کو بغور پڑھ لیا جائے تو بوقت ضرورت ان شاء اللہ کسی سے پوچھنے کی ضرورت نہ ہوگی۔

اللہ تعالیٰ اس کو قبولیت سے نوازے اور عوام الناس کی راہنمائی اور مصنف کے لئے ذریعہ نجات بنائے آمین ثم آمین ایں دعا از من و جملہ جہاں آمین باد

فقط کتبہ [illegible]

خادم دار الافتاء [illegible]

[illegible]

دار الافتاء

www.sirat-e-mustaqeem.com

بسم اللہ حامدا و مصلیا

میں نے احکام میت سے متعلق یہ مختصر رسالہ بالاستیعاب پڑھا اور اسکے تمام مندرجات صحیح پائے۔ اللہ تعالیٰ اسکو نافع الخلائق بنائیں اور مصنف سلمہ کے حق میں اسکو نجات و درجات عالیہ کا ذریعہ بنائیں فقط

عبدالرؤف غفرلہ

۱۸ شعبان المعظم ۱۴۱۸ھ

مرکزی دارالافتاء
جامعہ مدنیہ رجسٹرڈ
کریم پارک راوی روڈ لاہور

www.sirat-e-mustaqeem.com